نظرات

متحدہ محاذ حکومت کے وزیر خزانہ مسٹر چدمبرم نے ۹۸-۱۹۹۷ء کا سالانہ بجٹ پیش کر دیا اس سے پہلے وزیر ریلوے مسٹر رام ولاس پاسوان نے ریلوے بجٹ پیش کیا۔ دونوں بجٹ میں غریب عوام کو سہولیات فراہم کرنے کے دعوے تو بڑھ چڑھ کر کئے گئے ہیں لیکن بجٹ کو باریکی سے مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر بآسانی پہنچا جا سکتا ہے کہ متحدہ محاذ کی حکومت بھی ہندوستان سے غریبی دور کرنے کا کوئی جامع اور واضح خاکہ پیش کرنے سے عاجز و مجبور ہی رہی ہے اور کوئی اس بات سے انکار نہیں کر سکے گا کہ جب بھی عام انتخابات کے بعد کوئی بھی حکومت مرکز میں تشکیل پائی ہے اس نے سالانہ بجٹ میں وہ بھاری بھرکم ٹیکس لگائے ہیں کہ عام آدمی کا ان ٹیکسوں کے وزن کے بوجھ سے کچومر ہی نکل گیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ جب بھی کسی ایک چیز پر ٹیکس لگتا ہے یا ریلوے میں کرایہ بھاڑے کی مد میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کا اثر بازار میں بکنے والی ہر ہر چیز پر بالواسطہ یا بلا واسطہ ضرور پڑتا ہے اگر پٹرول پر دام بڑھتے ہیں تو پٹرول سے چلنے والی گاڑیاں لبسیں وغیرہ جو مال ڈھوتی ہیں ان میں اناج بھی ہوتا ہے سبزیاں بھی ہوتی ہیں دالیں اور مسالے بھی ہوتے ہیں غرض روزمرہ کی ہر کھانے پینے کی چیزیں ہوتی ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ خود بخود ہی مہنگی ہو جائیں گی کیونکہ ان کی مال برداری پر زیادہ مصارف صرف ہو رہے ہیں تو پھر کون ایسا ہوگا جو مال برداری کے مصارف خود برداشت کرے اور اشیائے ضروریہ

کو ان بلا داموں فروخت کرے۔ جب حکومت ہی غریبوں کے خیال سے غافل ہے تو تاجر حضرات غریبوں کی طرف توجہ کو دینے پر کیوں مجبور ہوں۔ بات یہ ہے کہ ہمارے حکمران جب تک غریبوں کے بنیادی مسائل سے واقفیت حاصل نہیں کریں گے اس وقت تک غریبوں کے مسائل وہ کس طرح حل کرنے کے اہل بنیں گے۔ غریبوں کی جھونپڑی کا نظارہ ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر کیسے کیا جا سکتا ہے۔ آج بھی ملک میں غربت و افلاس اعداد و شمار کے آئینے میں دیکھیں تو یہ بات طے شدہ ہے کہ ملک میں غریبی بہت بڑھ گئی ہے یہ کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی جا رہی ہے جو کسی بھی طرح ایک صحت مند معاشرے کے لیے باعث تشویش و افسوسناک ہی ہے۔ اور اس کا جلد از جلد سد باب کے لیے سنجیدگی سے کوئی حل نہ سوچا گیا تو ملک کے بھیانک مستقبل کے تصوّر سے ہر محب وطن کا دل مشوش ہونا قدرتی بات ہے۔

ایک طرف ملک میں غریبی کا ختم ہونا خواب معلوم دے رہا ہے دوسری طرف ملک میں بڑے اسکنڈل جا بجا اگر ہو رہے ہیں اس سے راجہ مہاراجوں کے خزانوں کے قصے بھی ماند پڑتے نظر آ رہے ہیں۔ ہزاروں کی تو اب کوئی گنتی ہی نہیں لاکھوں کی قیمت ہی گھٹ گئی کروڑوں و اربوں روپے کے گھوٹالے سن سن کر طبیعت عجیب و غریب خیالات و تصوّرات میں غرق ہو جاتی ہے۔ وزیروں اور سرکاری افسران اور ان سے متعلق اہالی موالی تک کروڑوں و اربوں روپیوں کے قصّوں کہانیوں سے الف لیلوی شہزادوں کی صف میں کھڑے دکھائی دے رہے ہیں۔ اور اب تو افسران و وزیروں کی ایک آدھ بیوی کا بھی قصہ اخبارات کی خبروں کی زینت بن رہا ہے۔ کیا آزادی ان ہی لوگوں کے لئے حاصل کی گئی تھی کہ وہ ملک کو خوب لوٹیں کھسوٹیں۔ کوئی انہیں چھننے والا تک نہیں ہے۔ گاندھی جی بیچارے کھدر پوشی میں ملک کی بلند تقدیر دیکھ رہے تھے وہ چرخہ کات

کہا تھا کہ گھر گھر یہ پیغام پہنچا رہے تھے کہ ملک میں پہلے غریب عوام کو روٹی کپڑا

ملے اگر گاؤں کے لوگ کھدر نہیں پہنتے موٹا اناج کھا رہے ہیں تو شہروں کو بھی اسی طرح

کھدر پہن کر اور موٹا اناج کھا کر مساوات کا سکہ رائج کرنا چاہیئے۔ مگر انہیں کیا معلوم تھا

کہ آزادی کے بعد یہ سب تقریروں کی ہی باتیں رہ جائیں گی عملاً اس کے بالکل متضاد

چالاک اشخاص سیاسی لیڈران ملک کی دولت پر اپنا حق سمجھ کر قابض ہوں گے اور

غریبوں کے حصے میں وہ ہی ہوگا جو ان کا مقدر بن چکا ہے۔ یہ کیسی ستم ظریفی ہے۔ کہ آج ہم

ملک کے بیشتر گاؤں میں عورتیں پینے تک کا پانی روزانہ میلوں تک پیدل چل کر حاصل کرتی

ہیں اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے زندگی کی دوسری بنیادی ضروریات کے

حصول کے لیے انھیں کس طرح جدوجہد و تگ و دو کرنی پڑتی ہوگی۔

آج ہم دیکھتے ہیں کہ ساری برائیوں کی پیداوار کی واحد وجہ ملک میں اخلاص کا

فقدان انسانیت کی کمی اور خود غرضی کا دور دورہ ہی ہے۔ خود غرضی اور حرص و ہوس

ہمارے معاشرے میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ اب یہ چیزیں کسی کو نظر ہی نہیں

آتی ہیں ملک کے ارباب حل و عقد سوئے ہوئے ہیں انھیں فکر ہی نہیں ہے کہ سماج سے

اس برائی کو کیسے ختم کریں۔ حب الوطنی کا نعرہ تو بہت دیا جاتا ہے لیکن ہمارے سیاستداں

نہیں سمجھتے کہ حب الوطنی کا عملی تقاضہ تو یہ ہونا چاہیئے کہ ملک میں ہر انسان مساوی درجہ

کا مالک ہو، ہر شخص کو اس کی بنیادی ضرورت روٹی کپڑا امکان میسر ہو حکمراں طبقہ اخلاص

و بے غرضی کے ساتھ عوام الناس کی خدمت میں مگن ہو جب سیاستداں ہی اخلاص سے

عاری ہوں گے تو پھر ہمیں بتایا جائے کہ ایک عام انسان کہاں سے اخلاص کو حاصل کرے

گا۔ اخلاص کوئی ایسی شئے تو ہے نہیں کہ جسے بازار سے خرید کر لے آیا جائے۔ یہ تو انسانی

نفس کے اختیار کی چیز ہے اور جب انسانی نفس میں اخلاص کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہ

... ملک کے عوام کی کس طرح خدمت ہوسکے گی، وہی اسکنڈل اور بد عنوانی کی بھرمار دیکھنے کو ملے گی جس سے غریب عوام کا جینا تک دو بھر ہو رہا ہے۔

یو پی اسمبلی کے انتخابات ہوئے پانچ مہینے گذر چکنے کے بعد اب وہاں بی ایس پی اور بی جے پی کے اشتراک سے حکومت کی تشکیل ہو گئی ہے۔ بی ایس پی کی مایا وتی نے بطور وزیر اعلیٰ یو پی کا حلف لیکر اپنی کابینہ بنالی ہے۔ جسمیں نصف نصف وزراء دونوں جماعتوں یعنی بی ایس پی اور بی جے پی کے ہوں گے اور چھ چھ ماہ بعد کے وقفے سے دونوں جماعتوں میں کسی ایک کو وزیر اعلیٰ کا عہدہ ملے گا۔ اس حکومت سازی سے ایک بات صاف ہو گئی ہے کہ اب سیاست میں اصول کی بات بالکل بے میل بات ہو گئی ہے جو اصول کی بات کرتا ہے وہ بے وقوف ہے دقیانوس ہے بی۔ ایس پی کل تک گلا پھاڑ پھاڑ کر بی جے پی کو فرقہ پرست، منو وادی، برہمن وادی پارٹی کہتی تھی مگر آج اسی کے سہارے وہ حکومت بنا رہی ہے اس سے زیادہ شرم کی بات اور کیا ہو گی اور بی جے پی کے نزدیک بی ایس پی ایک جاتی واد جماعت تھی جو ملک کے لئے خطرناک ہے کیا اس بی ایس پی کو اپنی حمایت دے کر اس نے ملک کے لئے خطرہ پیدا کیا اور جاتی واد کو بڑھاوا دینے کی اب وہ مجرم نہیں ہے کیا؟ کہنے اور کرنے میں فرق کی شرمناک مثال اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا ــ سیاستدانوں کی باتوں میں کہنے سننے اور عمل میں جو فرق دیکھنے میں آرہا ہے وہ اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں شاید ہی ملا ہو۔ اب تو روزانہ ہی یہ دیکھنا ہم ہندوستانیوں کا مقدر بن گیا ہے۔

مائیکل جیکسن کے بعد اب یانی نے آگرہ میں سنگیت کے ایک پروگرام میں ہندوستان کے منچلے لوگوں کے دلوں میں مستی کا طوفان پیدا کر دیا۔ مائیکل جیکسن نے گذشتہ سال ۹۶ء